معاصر سے انتخاب

ڈاکٹر راز کرلانی
(پشاور)

پی ٹی وی کا ایک مہمانِ خصوصی

پشتو ڈکشنری پراجیکٹ
یا
قادیانیت کی تبلیغ کا مرکز!

۱۲ فروری کو پی ٹی وی اسلام آباد کے ہفتہ وار پروگرام "مہمانِ خصوصی" میں جس شخصیت کو سٹوڈیو میں مہمانِ خصوصی کے طور پر بُلایا گیا تھا اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ پی ٹی وی پشاور سنٹر میں بعض پروڈیوسرز کتنے محبِ وطن اور اسلام دوست ہیں؟ اس پروگرام میں پشاور کے معروف قادیانی عالم صاحب زادہ حبیب الرحمان قلندر مہمند کو مہمانِ خصوصی کے طور پر سکرین پر دکھایا گیا۔ اس کا ایک شاگرد رشید اور پی ٹی وی پشاور کا ایک پروڈیوسر بھی اس کے ہمراہ تھا۔ قلندر مہمند کی ذہنیت، عقیدے اور تاریخِ جغرافیئے سے پردہ اٹھانے کے لئے ذرا اسکی سابقہ اور موجودہ سرگرمیوں پر تو نظر ڈالئے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ ٹی وی والے اسے مہمانِ خصوصی بنانے میں کس قدر حق بجانب ہیں ــــــ ؟

ایک دِن کا تدریسی تجربہ نہ رکھنے کے باوجود وہ گومل یونیورسٹی لا کالج میں انیسویں گریڈ میں بھرتی کر لیا گیا:

قلندر مہمند کسی زمانے میں پشاور کے کمپٹرولر آفس میں ایک کلرک کی حیثیت سے کام کرتا تھا، پھر ربوہ کی مالی مدد سے اُس نے پشاور یونیورسٹی سے انگریزی میں ایم اے کیا اور انگریزی کا استاد مقرر ہوا، مگر سال ۱۹۵۸ء میں اس وقت کے افغان قونصلر غلام حسین صافی کے ساتھ پشتونستان کی سازباز میں ہمہ تن مصروف ہوا تو اِن کی ملک دشمنی پر مبنی تحریریں حکومت وقت کے ہاتھ لگ گئیں اور یوں اُسے ملازمت سے ہاتھ دھونے پڑے۔ بعد ازاں اُس نے ایس ایم لا رکالج کراچی سے قانون کی ڈگری حاصل کی مگر وکالت کا پیشہ اس کے لئے منفعت بخش ثابت نہ

ہو سکا۔ سال ۱۹۷۹ء میں اسکی قسمت جاگ اُٹھی جب خان عبدالعلی خان گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ چنانچہ خان صاحب نے صاحب زادہ امتیاز چیف سیکرٹری صوبہ سرحد کی سفارش پر قلندر مہمند کو براہِ راست گریڈ انیس میں بھرتی کراتے ہوئے اُسے لاء کالج کا پرنسپل مقرر کیا ، گریڈ انیس میں ملازمت پانے کے لئے اسے قانون کے مضمون میں تیرہ سالہ تدریسی تجربہ کی ضرورت تھی ، جبکہ متعلقہ مضمون میں اس کا ایک دن کی تدریس کا تجربہ بھی نہیں تھا ـــــ گومل یونیورسٹی میں اپنے تدریسی فرائض انجام دینے کے بجائے اس نے نوجوان طلباء کے ذہنوں میں قادیانیت کی تعلیم ٹھونسنی شروع کی ۔ مگر اسلام پسند طلباء نے اس کے مذموم عزائم کو خاک میں ملا دیا اور اسے جان بچانے کے لئے گومل یونیورسٹی سے راہِ فرار اختیار کرنی پڑی ۔ گومل یونیورسٹی کی ملازمت چھوڑ جانے کے بعد قلندر مہمند ایک دفعہ پھر اپنے جگری اور فکری دوست صاحب زادہ امتیاز احمد کے پاس آیا ـــــ صاحبزادہ امتیاز نے اُس سے کہا ـــــ " یُور مائنڈ " ـــــ چنانچہ صاحب زادہ امتیاز نے پشتو ڈکشنری پراجیکٹ کے نام سے ایک نیا ادارہ کھول دیا اور اپنے فکری دوست کو اس کا ڈائریکٹر مقرر کر دیا حالانکہ قلندر مہمند نے تاحال پشتو میں ایم اے تک بھی نہیں کیا ۔ دراصل صاحب زادہ امتیاز عرصہ سے ایک ایسے سیل کی اشد ضرورت محسوس کر رہے تھے جہاں اس کا جگری دوست آزادانہ طریقے سے قادیانیت کی تبلیغ کر سکے ۔ چنانچہ پشتو ڈکشنری پراجیکٹ میں ڈکشنری کا کام کم اور قادیانیت کی تبلیغ کا کام زیادہ ہو رہا ہے ، بلکہ یوں کہنا بہتر ہوگا کہ پشتو ڈکشنری پراجیکٹ کا دفتر دراصل قادیانیوں کے لئے ایک مرکزی سیل کا کام کر رہا ہے اور صوبہ سرحد کے ہر خورد و کلاں کو اس کا بخوبی علم ہے ۔

سال ۱۹۸۳ء میں صاحب زادہ امتیاز احمد کی سفارش سے جناب قلندر مہمند کو ادب میں حُسنِ کارکردگی کا ایوارڈ دیا گیا اور سال ۱۹۸۹ء میں اسے جمہوریت کے ایوارڈ سے بھی نوازا گیا ، گویا کہ آمریت اور جمہوریت دونوں نے اس کی جھولی کو گوہرِ مراد سے بھر دیا ۔ محترم قلندر مہمند کے روابط بڑے گہرے ہیں ۔ پی ٹی وی پشاور سینٹر پر اس کی گرفت بڑی مضبوط ہے کیونکہ وہاں اُس کے کچھ چیلے موجود ہیں ، جو عقیدت کی حد تک اس کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں ، آج کل پشاور سینٹر کے جی ایم اور قلندر مہمند کے کچھ چیلے اسے ایک خاص مقصد کے تحت بہت زیادہ پروجیکشن دے رہے ہیں ، لوگ اس مقصد سے بخوبی واقف ہیں کیونکہ قلندر مہمند ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۹۰ء کو اپنی عمر کے ساٹھ سال مکمل کرنے والا ہے ۔ چنانچہ اس کے چیلے ہر طرح سے زور لگا رہے ہیں کہ اس کی ملازمت میں توسیع کر دی جائے ۔ حیرت کی بات یہ نہیں ہے ،

کہ یہ سب کچھ بڑی دیدہ دلیری سے ہو رہا ہے بلکہ حیرت کی بات یہ ہے کہ پشاور کے مذہبی اور ادبی حلقوں نے اس سلسلہ میں مکمل خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ قلندر مہمند کی پاکستان اور اسلام دشمنی کوئی ڈھکی —— چھپی بات نہیں لہٰذا ہم صدر پاکستان غلام اسحاق خان، وزیراعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو، گورنر صوبہ سرحد جناب امیر گلستان جنجوعہ اور صوبہ سرحد کے وزیراعلیٰ جناب آفتاب شیرپاؤ سے گزارش کرتے ہیں کہ قلندر مہمند کے سابقہ سیاہ ریکارڈ کے پیش نظر اس کی ملازمت میں توسیع نہ دیں اور پشاور ٹی وی سنٹر کو اس کی گرفت سے آزاد کرایا جائے۔

ایچ اے شہباز —— اسلام آباد

مرے وطن کی صحافت کا حال مت پوچھو

تینوں وفاقی وزیروں خواجہ طارق رحیم، اعتزاز احسن اور ڈاکٹر شیر افگن نے اسمبلی کیفے ٹیریا میں اخباری نمائندوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے پرزور الفاظ میں تردید کی کہ وزیراعظم نے نئے سرے سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وزیراعظم آئینی طور پر اس کی پابند نہیں ہیں اور اخبارات میں جو کچھ شائع ہوا محض قیاس آرائی ہے۔

اخبارات میں اس ضمن میں اب تک جو کچھ شائع ہوا وہ وفاقی حکومت کے اہم وزیروں کے حوالے سے شائع ہوا ہے اس کے ذمہ دار اخبارات کے وہ رپورٹر ہیں جن کے ساتھ ان وزیروں کے گہرے ذاتی تعلقات ہیں اور ان رپورٹروں کو وزیروں کے بیڈ روموں تک رسائی حاصل ہے۔ وزیر صاحبان ان رپورٹروں کو گمراہ کن —— (DISINFORMATION) خبریں پھیلانے کے لئے استعمال کرتے رہتے ہیں، لیکن جب یہی گمراہ کن خبریں ان کے اپنے دامن کو داغ دار کرنے لگتی ہیں تو انہیں قیاس آرائی کہہ دیتے ہیں اپنے چہیتے رپورٹروں کو ان کے ہم پیشہ لوگوں میں ذلیل وخوار کر دیتے ہیں۔ وفاقی وزیروں کے ان "با اعتماد" رپورٹروں کو داد دینا پڑے گی کہ رسوا ہو کر بھی ان کے ساتھ نتھی رہتے ہیں اس لئے کہ ان کا اپنا مفاد اسی میں ہے۔ انہیں بیرونی دوروں پر جانا ہوتا ہے، پلاٹ لینے ہوتے ہیں، سیمنٹ کی ایجنسیاں لینی ہوتی ہیں، ہوٹلوں اور ریستورانوں کے لئے این او سی لینا ہوتا ہے۔ سرکاری دو چروں پر اپنی گاڑیوں میں پیٹرول ڈلوانا ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے اخبارات